صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

15 مارچ 1974ء

(20 صفر 1394ھ)

جلد 9 ـ شمارہ 1

سرکاری رپورٹ

مندرجات

(جمعتہ المبارک ـ 15 مارچ 1974ء)

	صفحہ
تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ	1
چیئرمینوں کا پینل	2
وزیر اعلیٰ کا انتخاب	2

قیمت : 1 روپے

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا نواں اجلاس

جمعتہ المبارک ۔ 15 مارچ 1974ء
(جمعتہ المبارک ۔ 20 صفر 1394ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں چار بجے سہ پہر منعقد ہوا ۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا ۢ بَصِيْرًا ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۫ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰۤى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ تَلْوٗۤا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝

پ۵   س۴   رکوع ۱۶ - ۱۷   آیات ۱۳۴ - ۱۳۵

جو شخص دنیا (میں عملوں) کی جزا کا طالب ہو تو اللہ کے پاس دنیا اور آخرت دونوں کے لئے اجر موجود ہے اور اللہ سنتا دیکھتا ہے ۔

اے ایمان والو! انصاف پر مضبوطی سے قائم رہو ۔ اور اللہ کے واسطے سچی گواہی دو خواہ وہ تمہارے اپنے یا والدین یا رشتہ داروں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو ۔ اگر کوئی امیر ہے یا فقیر پس اللہ ان کا زیادہ خیرخواہ ہے ۔ تم خواہش نفس کی پیروی کرتے ہوئے کہیں عدل کو نہ چھوڑ دینا اگر تم گول مول شہادت دو گے یا حق بات سے پہلو تہی کرو گے ۔ تو جان رکھو کہ اللہ تمہارے تمام کاموں سے باخبر ہے ۔

وَمَا عَلَيْنَاۤ اِلَّا الْبَلٰغُ

چیئرمینوں کا پینل

سیکرٹری اسمبلی : قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے قاعدہ نمبر 14 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے اجلاس ہذا کے لیے بحسب تقدیم مندرجہ ذیل اراکین پر مشتمل صدر نشینوں کی جماعت تشکیل فرمائی ہے :—

1 - میاں لیاقت حسین مڑل صاحب -

2 - ریٹائرڈ کرنل محمد اسلم خان نیازی صاحب -

3 - چودھری غلام قادر صاحب -

4 - سید کاظم علی شاہ کرمانی صاحب -

وزیر اعلیٰ کا انتخاب

مسٹر سپیکر : 6 بجے شام آج گورنر ہاؤس میں وزیر اعلیٰ حلف لیں گے۔ تمام فاضل اراکین اسمبلی چاہے وہ حزب اقتدار سے تعلق رکھتے ہوں یا حزب اختلاف سے ان تمام کو وہاں مدعو کیا گیا ہے - دوسری دعوت مسٹر احمد بخش تہیم صاحب کی طرف سے ہے کہ اس سیشن کے بعد ٹی - روم میں فاضل اراکین پریس کے نمائند گان - ٹی وی اور ریڈیو کے نمائندگان کو وہ چائے دے رہے ہیں -

حاجی محمد سیف اللہ خان : پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا! پیشتر اس کے کہ آپ انتخابات کے نتائج کا اعلان کریں - میرا نکتہ اعتراض یہ ہے کہ چیف منسٹر کے الیکشن کے لیے جو طریقہ کار اختیار کیا گیا ہے جس پروسیجر کے تابع اس انتخاب کا اعلان کیا جا رہا ہے وہ تمام تر خلاف قاعدہ و خلاف آئین اور ضابطہ کے منافی ہے تا وقتیکہ انتخاب کا پروسیجر ضوابط اور آئین کے مطابق نہ ہو اس وقت تک انتخاب کو کسی بھی شکل میں درست قرار

نہیں دبا جا سکتا ۔ جناب والا! میں اپنے اس نکتہ اعتراض کی وضاحت پر کچھ عرض کرنے سے پہلے یہ بھی عرض کر دوں کہ میرا اعتراض صرف طریقہ کار پہ ہے ۔ انتخاب کے نتائج پر نہیں ہے اور نہ انتخاب کے ماخذ پر ہے ۔ جناب والا! میں آپ کی توجہ آئین کے آرٹیکل 134 کی طرف مبذول کراؤں گا جس کی ضمن ( ) یہ ہے ۔

> If the Provincial Assembly is in Session at the time when the Chief Minister resigns his office, the Assembly shall forthwith proceed to elect a chief Minister, and if the Assembly is not in Session the Governer shall for that purpose summon it to meet within fourteen days of the resignation.

جناب والا! انتخاب قواعد انضباط کار کے موجودہ قاعدہ 16 اور 17 کے تحت عمل میں آیا ہے وہ اس آئین کے آرٹیکل 134 کے سب آرٹیکل (3) کے بالکل متصادم ہے ۔ جناب گورنر کو قطعاً یہ اختیار نہیں پہنچتا کہ وہ یہ قواعد بنائیں کہ جس چیز کا اختیار آئین صریحاً جناب والا! اسمبلی کو دیتا ہے کہ وہ انتخاب کرائے کہ وہ کوئی قاعدہ بنا دے ۔ لیکن اسمبلی کی آراء کے بغیر اس کی رضامندی کے بغیر اور اسمبلی کے فیصلے کے بغیر یہ چیز ہو اور پھر اس میں جناب والا! وہ یہ بھی لکھ دیں کہ اس کے لیے وقت اور تاریخ متعین کرنے کا اختیار جناب گورنر کو ہوگا کہ یہ انتخاب کس وقت ہوگا ۔ حالانکہ اس کا تمام تر اختیار آئین کے آرٹیکل 134 کے تحت اسمبلی کو ہے ۔ جناب گورنر کو یہ آرٹیکل صرف یہ اختیار دیتا ہے وہ 14 دن کے اندر اجلاس منعقد کرائیں تاکہ وزیر اعلیٰ صاحب کا انتخاب عمل میں لایا جا سکے ۔

جناب والا! اب میری پہلی contention یہ ہے کہ جن قواعد کے تحت یہ الیکشن کرایا گیا ہے وہ قواعد آئین کے آرٹیکل 134 سے متصادم ہیں اور آئین کو کسی قاعدے کے تحت نہیں بنایا جا سکتا بلکہ قواعد آئین کے

تحت بنا کرتے ہیں ۔ اگر بفرض محال یہ hold کریں کہ قواعد درست مرتب ہوئے ہیں یا قواعد کے مطابق الیکشن کرایا جانا درست ہے تو پھر میرا اعتراض یہ ہے کہ یہ الیکشن ان قواعد کے مطابق ہی نہیں کرایا گیا قاعدہ 16 جناب والا! صاف ہے ۔

Rule 16 of the Rules of Procedure says

> 16(1) Two days before the day of the meeting for the election of Chief Minister any member may propose another member for election as the Chief Minister, by delivering to the Secretary a nomination paper signed by him and stating in writing that he has ascertained that the proposed is willing to serve as Chief Minister, if elected.

Mr. Speaker : Your objection is that there were no two clear days.

Haji Muhammad Saifullah Khan : Yes Sir.

Mr. Speaker : So far as your objection regarding Article 134 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan is concerned. I do not agree with it because 'proceed to elect a Chief Minister' is qualified and is preceded by the word "forthwith". The day for which the session is called by the Governor, forthwith the Assembly has to proceed to elect a Chief Minister. Therefore, I don't agree with the contention of the hon'ble member. Regarding the issue of "two clear days" and "two days", the Advocate General is here and will be able to throw some light on it.

Advocate General : Mr. Speaker Sir, I am honoured to speak. So far as Rule 16 is concerned. (I am sorry I have a bad throat) it is provided "Two days before the day of the meeting"...The distinction between "two clear days" and "two days"...

I have examined this question earlier also and I am of the opinion that as neither the words "two clear days" nor "at least two days" are here, therefore, "the two terminal days" cannot be excluded and if convenient to this House, there has been no irregularity.

Mr. Speaker : I agree with the view expressed by the Advocate General and I rule out the point of order raised by Haji Muhammad Saifullah Khan.

Mr. Secretary please.

سیکرٹری اسمبلی : وزیر اعلیٰ پنجاب کے انتخاب کے لئے وقت مقررہ یعنی 13 مارچ 1974ء چار بجے سہ پہر تک گیارہ کاغذات نامزدگی داخل ہوئے جو سبھی ایک ہی امیدوار کے حق میں تھے ۔ یہ تمام کاغذات نامزدگی پڑتال پر درست پائے گئے ۔ کوئی دست برداری عمل میں نہیں آئی ۔ لہذا محمد حنیف رامے صاحب رکن صوبائی اسمبلی پنجاب بلا مقابلہ یعنی متفقہ طور پر بطور وزیر اعلیٰ پنجاب منتخب قرار دئے جاتے ہیں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب صدر ۔ گرامی القدر ۔ میں آپ کے توسط سے جناب قائد ایوان محمد حنیف رامے کا حزب اختلاف کی جانب سے خیر مقدم کرتا ہوں ۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور انہیں بلا مقابلہ منتخب ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں ۔ یہ میں بعد میں عرض کروں گا کہ حزب اختلاف نے اپنی جانب سے کیوں کوئی امیدوار کھڑا نہیں کیا ۔ اس کی وجوہ کیا تھیں اس کے حرکات کیا تھے اور اس کے عوامل کیا تھے بہرحال ہمارے نزدیک سب سے بڑا اعزاز سب سے بڑا مژدہ اور شرف جو ایک غریب قوم کسی آدمی کو دے سکتی ہے وہ عوامی نمائندگی کا شرف اور مژدہ ہے ۔ جناب محمد حنیف رامے صاحب عوام کے منتخب نمائندہ ہیں اور اب اس ایوان کے بھی متفقہ طور پر منتخب نمائندہ ہیں ۔ جناب معراج خالد صاحب نے ایک رسم پیدا کی تھی وہ یہ کہ مستعفی ہونے سے پہلے انہوں نے اس ایوان سے خطاب کیا تھا

میں نے میرے رفقائے کار نے حزب اختلاف کے اراکین نے انہیں انتہائی نیک تمناؤں کے ساتھ رخصت کیا تھا - آج اگر جناب غلام مصطفےٰ کھر بھی اس روایت کی تقلید کرتے تو ہم انہیں بھی اپنی نیک تمناؤں اور عزت کے ساتھ یہاں سے الوداع کرتے - اب وہ چلے گئے ہیں ان پر کسی قسم کی نکتہ چینی وضع کے بھی خلاف ہے اور سیاسی اصولوں کے بھی خلاف ہے -

نہ سوال وصل نہ عرض غم نہ حکائتیں نہ شکائتیں

جناب والا ! اس موقع پر یہ عرض کر دینا بیجا نہ ہوگا کہ جس طرح میں نے عرض کیا ہے کہ اصل عزت اصل مژدہ - اصل شرف عوامی نمائندگی کو حاصل ہے - اب تک یہ ہوتا رہا ہے کہ جہاں پر پیپلز پارٹی کا کوئی ایم - پی - اے موجود نہیں ہے وہاں پیپلز پارٹی کے چیرمینوں کو اس بات کی اجازت دے دی گئی کہ وہ انتظامیہ میں مداخلت کریں اور ان کی مداخلت کو گورنمنٹ نے recognize بھی کیا - تو اس لئے میں یہ کہہ دینا چاہتا ہوں کہ جہاں جہاں عوام کے منتخب نمائندے موجود ہیں وہ جس جماعت سے تعلق رکھتے ہوں ان کی نمائندگی کے شرف کو بہرحال ملحوظ نظر رکھنا چاہیے -

جناب والا ! اب مجھے اجازت دیجیے کہ میں یہ عرض کردوں کہ ہم نے جناب غلام مصطفےٰ کھر کے مقابلے میں بھی کوئی امیدوار کھڑا نہیں کیا تھا اور اس دفعہ بھی ہم نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا کہ جناب محمد حنیف رامے کے مقابلے میں کوئی امیدوار کھڑا نہ کیا جائے -

(نعرہ ہائے تحسین)

یہ قدم صرف اس لئے اٹھایا گیا ہے تاکہ صوبے کا ماحول خوشگوار رہے اور اس ایوان کا ماحول بھی متوازن اور معتدل رہے - جناب والا - جناب کو علم ہے میں اپنے محدود علم اور محدود معلومات کی بنیاد پر یہ عرض کرتا ہوں کہ جس جس ملک میں Parliamentary system of Government ہے وہاں ہمیشہ چیف منسٹر کو الیکشن نہیں لڑنا پڑتا بلکہ Presidential

form of Government میں اُمیدواروں کو پریذیڈنٹ کے الیکشن لڑنا پڑتا ہے ۔ Parliamentary system of Government میں یہ ہوتا ہے کہ اکثریتی جماعت کے قائد کو گورنر بلا کر کہہ دیتا ہے کہ وہ اپنی وزارت یا کابینہ تشکیل کرے ۔ یہ ہمارے آئین کا ایک تکلف ہے کہ چیف منسٹر کو ہاؤس کے اندر الیکشن لڑنا پڑتا ہے ۔ میں گذارش کروں گا کہ ہم نے جس جذبہ تعاون کا اظہار کیا ہے ۔ یہ تعاون صرف اسلام اور جمہوریت کی بنیاد پر کیا گیا ہے ۔ کسی ازم کی بنیاد یا رولنگ پارٹی کی وجہ سے یہ تعاون ہم نے نہیں کیا ۔ میں یہ بھی عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ آپ نے پچھلے دنوں جو دبدبہ اور جبروت اور سطوت اسلام کا نظارہ کیا ہے وہ اسی ایوان میں آپ نے نظارہ کیا ہے ۔ انہی در و دیوار میں نظارہ کیا ہے ۔ آپ نے اسلام کے نام پر چالیس ملکوں کو مجتمع کیا ہے جبکہ کسی ازم کے نام پر پانچ ملکوں کو جمع نہیں کیا جا سکتا ۔

اب جناب والا یہ خدا جانے کس منحوس آدمی نے اور کس منحوس وقت میں یہ گالی پنجاب کے لئے ایجاد کی تھی کہ پنجاب صرف ڈنڈے کے زور سے چل سکتا ہے ، یہ بات قطعاً غلط ہے ۔ سیاسی مسائل سیاسی سطح پر ہی حل ہو سکتے ہیں ۔ تعزیر و انتقام کے ڈنڈے سے مسائل حل نہیں ہوتے ۔ اس لئے میں وزیر اعلیٰ سے درخواست کروں گا کہ وہ جمہوریت کو کلیتاً اور کاملاً جاری وساری رکھنے کے لئے اپنی تمام تر توانائیاں اور صلاحیتیں وقف کر دیں ۔ آخر آپ بتائیں کہ یہ کونسی جمہوریت ہے کہ جس میں اظہار کے تمام ذرائع حکمران جماعت کے لئے مخصوص کر دیے جائیں ۔ یہ کون سی جمہوریت ہے کہ مخالف کے جماعتوں کے جلسوں کو درہم برہم کیا جائے اور انتظامیہ جلسوں کو درہم برہم کرنے والوں کی حفاظت کرے ۔ یہ کونسی جمہوریت ہے کہ مختلف حزب اختلاف کی جماعتوں کے کارکنوں کو حوالاتوں اور جیل خانوں میں زد و کوب کرایا جائے اور یہ سب کچھ ذاتی طور پر کیا جائے ۔ یہ سب کچھ ہوتا رہا ہے ۔ اب اس کا اعادہ نہیں ہونا چاہئے ۔ جناب والا ! آپ کو معلوم ہے کہ اس صوبے کو بڑی اذیت ہوئی

ہے اور اس کو آپ نے محسوس بھی کیا ہوگا اور جناب حنیف رامے ایک ادیب اور خطیب آدمی میں ان کا مطالعہ بڑا وسیع ہے جو کچھ بھی ملتان میں تحریک استقلال ، جماعت اسلامی اور مسلم لیگ کے کارکنوں کے ساتھ ہوا ہے وہ کسی کے لئے بھی قابل فخر نہیں ہو سکتا ۔ قانون کی بالا دستی بالکل ختم ہو چکی ہے اور اختیار و اقتدار افراد کے پاس آ گیا ہے ۔ جہاں اختیارات ایک فرد یا شخص کو دے دئیے جائیں اور انصاف ہر طبقہ فکر کے ساتھ نہ کیا جائے ، وہاں جمہوریت کیسے پنپ سکتی ہے ۔ اس لئے میں کہوں گا کہ وہاں کام بھی نہیں ہو سکتا ۔ بہر حال آپ صوبے میں ان غلطیوں کا دوبارہ اعادہ نہ کریں ۔

ایک گلہ جفا فرما دوں کہ اس حکمران جماعت نے دانستہ یا نا دانستہ سب سے برا کارنامہ یہ انجام دیا ہے کہ انہوں نے چارج سنبھالتے ہی ایک خوف و ہراس کی فضا پیدا کر دی اور سرکاری ملازمین کو تقریباً دو ہزار ملازمین کو بغیر چارج شیٹ کے نکال دیا ۔ مقصد صرف اتنا تھا کہ باقی ملازم جتنے بچ جائیں وہ ان کے ذاتی ملازم بن کر رہ جائیں ۔ اور انتظامیہ اس طرح مفلوج ہو جائے اور پبلک سرونٹ جو ہیں پرائیویٹ سرونٹ میں تبدیل ہو جائیں ۔ آپ نے ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے فیصلے ملاحظہ فرمالئے ہیں۔اس لئے میں جناب محمد حنیف رامے صاحب سے کہوں گا وہ نیک نام افسروں اچھے افسروں اور دیانت‌دار افسروں کی اچھی طرح سے مدد کریں ۔ ان کو اعلیٰ مناصب تفویض کئے جائیں اور ان کو ترقی دی جائے ۔ لیکن جہاں تک بد عنوان افسروں کا تعلق ہے ان کی بد عنوانی تعین کرنے کے لئے کوئی معیار آپ قائم کریں ۔ یہ نہیں جس کو آپ بد عنوان کہہ دیں وہ بد عنوان ہوگا اس لئے اس کو ملحوظ نظر رکھنا چاہئے ۔

جناب والا ! میرا فرض ہے کہ میں صوبے میں صحافت کے متعلق بھی کچھ عرض کروں ۔ جمہوری اور آزاد معاشرے کی تکمیل کے لئے ایک آزاد صحافت کی ضرورت ہوتی ہے اور جہاں تک صحافت کا تعلق ہے ۔ اس پر بری طرح سے کئی قسم کی قدغنیں اور ناروا پابندیاں عائد کی گئی ہیں

جس سے آزاد صحافت کو کام کرنے کا موقع نہیں ملتا رہا ۔ آپ کو علم ہوگا کہ پچھلے دنوں سینٹ میں وزیر اطلاعات نے ایک ممبر کو جواب دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ نوائے وقت کو سرکاری اشتہارات ختم کر دئے گئے ہیں ۔ نوائے وقت ہو یا دوسرے اخبارات جن کا تعلق پیپلز پارٹی یا حکمران جماعت سے نہ ہو وہ سرکاری اشتہارات کے اس طرح مستحق ہوں جس طرح وہ اخبارات جو پاکستان پیپلز پارٹی کے ساتھ ہیں یا ان کے نقطہٗ نظر کی حمایت کرتے ہیں ۔ آخر ان اخبارات کا کیا قصور ہے ۔ جن کو تعزیر کے قابل سمجھا گیا ہے ۔ ان کے وسائل روزگار ختم کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ یہ بھوک اور افلاس کی وجہ سے اخبار بند ہو جائیں ۔ جناب والا ! ماضی میں جو کچھ ہوتا رہا ہے میں اس کو نہیں دھراؤں گا ۔ نئے وزیر اعلیٰ کو ماضی سے کٹ جانا چاہئے ۔ ان کو ماضی سے منقطع ہو کر نئے اصولوں ۔ نئے انداز سے مسائل کا حل تلاش کرنا چاہئے ۔ میری مراد یہ ہے کہ تحریر و تقریر اور اظہار ابلاغ اور دیگر جماعتوں کو ناکارہ بنا دیا گیا ہے ۔ ان پابندیوں کو یکسر ختم کرنے کی میں استدعا نہیں بلکہ مطالبہ کروں گا کہ مخالف سیاسی جماعتوں کے تمام رہنماؤں اور طلبا کے خلاف جو مقدمات اس وقت دائر ہوئے ہیں ان کو بلا تاخیر اور بلاتامل واپس لے لیں تاکہ امن و سکون اور باہمی مفاہمت کی نئی فضا پیدا کی جائے ۔

اب جناب والا ! میں کچھ پنجاب کے متعلق عرض کرنا چاہوں گا۔پنجاب پاکستان کے تمام صوبوں کی نسبت جغرافیائی اعتبار سے ۔ آبادی کے اعتبار سے آمدنی کے اعتبار سے سب سے بڑا ہے لیکن اس سب سے بڑے صوبے کے حقوق معاشی ۔ معیشی یا اقتصادی کو بڑی سنگدلی سے ختم کیا جا رہا ہے ۔ جناب سپیکر ۔ آپ اس سے اندزہ لگائیں کہ گذشتہ سے پیوستہ سال دریائے سندھ کا ایک لاکھ 70 ہزار کیوسک پانی بحیرۂ عرب کی ذخار موجوں کے سامنے بطور نذرانہ عقیدت پیش کر دیا گیا لیکن چشمہ لنک کو اور تونسہ پنج ند لنک کو پانی کی ایک بوند بھی سپلائی نہ کی گئی ۔ اس کے برعکس جب پچھلے سال سیلاب آیا تو پھر سندھ کی کوشش یہ تھی کہ سارا پنجاب

ڈوب جائے لیکن سیلاب کے پانی کا ایک قطرہ بھی سندھ میں نہ رہے ۔ یعنی غرق ہو تو پنجاب اور پیاسا رہے تو پنجاب ۔ میں اس کے بالکل خلاف نہیں ہوں کہ ہمیں دوسرے بھائیوں کی امداد اور دستگیری کرنی چاہئے ۔ پاکستان کے قومی نظرئے کی حیثیت سے ہم ان کے رنج و غم میں برابر کے شریک ہیں ۔ اول خویش اور بعد درویش کی مثال تو محمد حنیف رامے صاحب نے کئی دفعہ سنی ہوگی اور وہ ہمیشہ quote فرمایا کرتے ہیں ''یسئلونک ماذا ینفقون اولی الامر'' ۔ اسی طور پر جناب والا ! آپ نے پنجاب کے اندر کپاس کے بحران کو دیکھ لیا ہے ۔ اس وقت پنجاب انتہائی مالی بحران میں گرفتار ہے اور کپاس کارخانوں میں پڑی ہوئی برباد ہو رہی ہے ۔ کپاس ایک ایسی جنس ہے جس کو زیادہ دیر تک رکھا نہیں جا سکتا ۔ پچھلے دنوں ہماری ایک میٹنگ جناب وزیر زراعت چوھدری محمد ارشاد صاحب کی صدارت میں ہوئی تھی ۔ اس وقت محکمۂ زراعت نے یہ اعدا و شمار پیش کئے تھے کہ ایک من کپاس کی پیداوار پر 85 روپے فی من کے حساب سے خرچ ہوتا ہے اور اب کپاس کی قیمت 82 روپے فی من رہ گئی ہے ۔ اس لئے جناب محمد حنیف رامے صاحب اس مسئلے کو بھی اولیت دیں اور اس مسئلے کو حل کریں ۔ میں نے اس کی نشان دہی اسی وقت کر دی تھی اور یہ آپ کے ریکارڈ میں موجود ہے ۔ جب سندھ میں کپاس کی فصل اتر رہی تھی تو میں نے اسی وقت کہا تھا کہ وہاں ڈیڑھ سو اور ایک سو چالیس روپے فی من کے حساب سے کپاس بک رہی ہے اور جب پنجاب کی باری آئے گی تو یہ پچاس ساٹھ روپے پر چلی جائے گی ۔ اس کے لئے آپ بر وقت تدبیر کر لیں ۔ یہ آپ کے ریکارڈ پر ہے ۔ پھر اس کمیٹی نے دو سفارشات کیں ۔ ایک یہ کہ کپاس کی ایکسپورٹ کھول دی جائے تا کہ کپاس میں مقابلہ پیدا ہو اور دوسرے یہ کہ اس پر سر چارج ڈیوٹی کم از کم ان ایام میں ختم کر دی جائے تاکہ زمیندار کو ۔ کاشتکار کو ۔ growers کو مزارع کو اور جو مزدور زمین پر کام کرتا ہے اسے اس کا پورا حق مل سکے ۔

جناب والا ! میں بہت کچھ عرض کر چکا ہوں یار زندہ صحبت باقی ۔

جب تک یہ اسمبلی موجود ہے اس وقت تک ہمیں بھی یہ حق حاصل ہے کہ ہم اپنی گزارشات کرتے رہیں ۔ آخر میں میں یہ دعا کرتا ہوں کہ نئے وزیر اعلیٰ کے سامنے جو مشکلات کا ہجوم ہے بلکہ مشکلات کا ہمالیہ ہے وہ ان مسائل پر قابو پا لیں ۔ گو ادب اور ان کی خطابت تو مسلم ہے اب ان کی انتظامی صلاحیت اور استعداد کی آزمائش ہے ۔

مسٹر سپیکر : میاں خورشید انور ۔

میاں خورشید انور : جناب سپیکر ۔ دو سال سے بھی کم عرصے میں یہاں تیسری بار مبارک بادی کی تقریب ہو رہی ہے ۔ جناب والا ! میں چند رسمی باتیں کرنے کے بعد دل کی بات بھی کرنی چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : دل کی بات تو آج کے موقع پر اصل میں قائد حزب اختلاف کر لیا کرتے ہیں ۔ آپ کے لئے تو اور بھی بہت سے مواقع آئیں گے ۔

میاں خورشید انور : تو چلئے پھر میں دل کی بات پہلے کر لیتا ہوں ۔ جناب والا ! میں جناب محمد حنیف رامے کو ان کے بلا مقابلہ منتخب ہونے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔ اگرچہ اس صوبے کو اس سے قبل بہت سے دانش مند وزرائے اعلیٰ ملے لیکن میرے خیال میں یہ پہلے دانشور وزیر اعلیٰ ہیں ۔ میں ان سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ وہ عوام کے مسائل کی طرف توجہ دیں ۔ مہنگائی انتہا کو پہنچ چکی ہے ۔ سیاسی خلفشار عروج پر ہے ۔ پریس پر اور تقریر پر پابندیاں ہیں اور میں اپنا یہ فرض سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ سے یہ کہوں کہ آج اگر وہ یہاں یہ اعلان فرمائیں کہ وہ پریس پر سے فوری طور پر تمام پابندیاں اٹھا رہے ہیں ۔ تمام سیاسی افراد کے خلاف مقدمات واپس لئے جا رہے ہیں اور اخبارات کے ساتھ اشتہارات اور کاغذ کے معاملہ میں جو بے انصافی ہو رہی ہے اسے دور کیا جا رہا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک میں جمہوریت ترقی کر سکتی ہے ۔

جناب والا ! کچھ لوگوں کی طرف سے اس سیاسی تبدیلی کو اس جماعت کی سیاسی تبدیلی کو بہت بڑے انقلاب کا نام دیا جا رہا ہے حالانکہ میں

سمجھتا ہوں کہ جماعت کے اندر خلفشار کو دور کرنے کے لیے یا اپنے کسی مخصوص مقاصد کو پورا کرنے کے لیے یہ تبدیلی لائی گئی ہے ۔ اس تبدیلی سے عوام کا تبھی بھلا ہوگا کہ اگر ان کے مسائل حل کئے جائیں ۔ جناب والا! اس قسم کی تبدیلیوں سے وقتی طور پر لوگوں کو بہلایا جا سکتا ہے لیکن لوگ یہ جانتے ہیں کہ اس قسم کی تبدیلیوں سے ان کے مسائل حل نہیں ہوں گے ۔ وقتی طور پر یہ کہا جائے گا کہ میری حکومت نئی ہے لیکن میں گزارش کروں گا کہ ان کی حکومت نئی نہیں ان کی پارٹی کی حکومت بنے ہوئے دو سال سے زیادہ عرصہ ہوگیا ہے اور مجھے افسوس ہے کہ ان کے منشور پر بہت کم عمل ہوا ہے اور لوگوں کے ابتدائی مسائل کی طرف بھی کوئی توجہ نہیں دی گئی ۔ جناب والا! نوکر شاہی کا شروع سے ہی گلہ کیا جاتا رہا ہے لیکن افسوس ہے کہ حکمران پارٹی ان کی اصلاح نہیں کر سکی ۔ رشوت عروج کو پہنچ چکی ہے اگرچہ چند ملازمین کو کسی بہانے سے چھٹی دے دی گئی یا انہیں نکال دیا گیا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح سے ان کی اصلاح نا ممکن ہے ۔ اس مرض کو سرے سے دور کرنے کے لیے ضروری ہے کہ سروسز کے ساتھ انصاف بھی کیا جائے اور ان میں جو گندے لوگ ہیں ان کو نکال باہر کیا جائے ۔ اور ان پر سیاسی دباؤ کم کیا جائے ان سے سیاسی مقاصد حاصل نہ کئے جائیں ۔ تب جا کر کہیں ان کی اصلاح ہوگی ۔

جناب والا! کپاس کے متعلق علامہ صاحب نے ذکر فرمایا ہے ۔ یہاں کپاس کے متعلق صرف یہ ذکر ہوا ہے کہ پنجاب میں اس کا بھاؤ کم ہے۔ جناب والا! میں اس ایوان میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ سندھ کے زمینداروں کو فائدہ پہنچانے کے لیے پنجاب کے کاشتکاروں کا نقصان کیا جا رہا ہے ۔ جناب والا! سندھ میں پنجاب کی نسبت ہلکی یعنی گھٹیا کوالٹی کی کپاس پیدا ہوتی ہے ۔ وہاں کے کاشتکار کو کپاس کا نرخ 125 روپے سے 135 روپے من تک ملا لیکن پنجاب میں جہاں کی کپاس دنیا میں بے حد پسند کی جاتی ہے اور بڑی اعلیٰ کوالٹی کی ہوتی ہے یہاں پر اس کا بھاؤ

(8 روپے سے 90 روپے من تک کر دیا گیا ۔ اس کے ساتھ ہی چونکہ سندھ کی فصل پہلے ختم ہوگئی تو یہاں پر اس قسم کی پالیسی اختیار کی گئی کہ بنکوں پر کنٹرول کر دیا گیا ۔ اب نہ صرف کاشتکاروں کو بھاؤ کم ملا ہے بلکہ جو کپاس وہ فروخت کر چکے ہیں یا فروخت کرنا چاہتے ہیں اس کی قیمت بھی وصول نہیں ہو رہی کیونکہ صنعت کاروں پر ناجواز قسم کی پابندیاں لگا دی گئیں ، بنکوں پر پابندیاں لگا دی گئیں ۔ میں وزیر اعلیٰ سے درخواست کروں گا کہ وہ مرکزی حکومت سے رابطہ پیدا کریں اور اپنی اولین فرصت میں ان سے یہ گزارش کریں کہ جو پالیسی سندھ کے لیے مخصوص کی گئی تھی پنجاب کے ساتھ وہی سلوک ہونا چاہیے ۔

جناب والا ! پانی کا ذکر علامہ صاحب کر چکے ہیں ۔ میں یہ چیز آپ کے نوٹس میں لانی چاہتا ہوں کہ پچھلے دنوں جب صنعتوں کی تقسیم کے سلسلے میں مرکزی حکومت غور کر رہی تھی تو پنجاب کو یہاں صرف دو کارخانے قائم کرنے کی منظوری ملی ۔ بلوچستان کو ایک اور ایک صوبہ سرحد کو اس کے مقابلے میں سندھ کو آٹھ نئی صنعتیں قائم کرنے کی اجازت دی گئی ۔ مجھے یہ پتا کرکے خوشی ہوئی کہ سابق وزیر اعلیٰ نے اس سلسلے میں احتجاج بھی کیا ۔ ان کے ساتھ مرکزی حکومت کی اور مناقشتیں بھی ہوں گی ، ایک یہ بھی تھی کہ انہوں نے کیوں احتجاج کیا ۔ انہوں نے پنجاب کا حق کیوں مانگا ۔ جناب والا ! میں جناب رامے سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنی قابلیت اور اپنے ذاتی تعلقات کی بنا پر مرکزی حکومت پر زور دیں کہ وہ صنعت کے میدان میں ، زراعت کے میدان میں اس وقت ہمارے ساتھ جو زیادتیاں کی جا رہی ہیں ان کو دور کیا جائے ۔ جناب والا ! آخر میں میں اپنے عزیز دوست حضرت تابش الوری صاحب کا ایک شعر پیش کروں گا :

طلسم شب نے کوئی رنگ پھر اچھالا ہے
کہاں نمود سحر ہے کہاں اجالا ہے

(نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر سپیکر : سردار امجد حمید خان دستی ۔

سردار امجد حمید خان دستی : جناب سپیکر ! جناب قائد حزب اختلاف نے جب سے پیپلز پارٹی کی حکومتیں قائم ہوئی ہیں ، تب سے جو اس ملک کے حالات ہیں ، اور خصوصی طور پر اس بد قسمت صوبے کے حالات ہیں ، اس پر سیر حاصل تبصرہ کیا ہے ۔ اس کے ساتھ ہی مجھے یہ ہدایت کی گئی ہے کہ میں مختصر طور پر یہاں بیان کروں ۔ اس لیے میں زیادہ وقت نہیں لوں گا اور یہ عرض کروں گا کہ میں نے کئی بار پہلے بھی عرض کیا تھا کہ کسی ملک میں اس کے باشندوں کی محبت اس ملک کے ساتھ اسی وقت ہو سکتی ہے جب انہیں یہ یقین ہو کہ یہاں جان و مال کا تحفظ ہے ، تمام افراد کے مساوی حقوق ہیں اور کسی کو کسی پہ رنگ و نسل کی وجہ سے ، پارٹی کی وجہ سے ، یا اقتدار یا اقتدار سے محرومی کی وجہ سے کوئی فرق نہیں ۔ لیکن یہاں کے حالات حزب اقتدار کے ممبران کے سامنے بھی ہیں اور ہمارے سامنے بھی ۔ ذرا کسی صاحب اقتدار کے اقتدار کو تھوڑی سی ٹھیس پہنچنے کا اندیشہ پیدا ہوا ، قطع نظر اس بات کے کہ کوئی کس پارٹی سے ہے ، اس کے ساتھ جس قسم کی زیادتیاں ہوئی ہیں ، میرے خیال میں اس ہاؤس میں ان کا بیان کرنا میرے لیے غیر ضروری ہے ۔ میں جناب حنیف رامے صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ آئندہ کے لیے ان باتوں کا اعادہ نہ کیا جائے اور ممبران چاہے حکومتی پارٹی سے ہوں یا حزب اختلاف سے ، ان کی عزت اور وقار ، اور ان کے تحفظ کا پورا بندوبست ہونا چاہیے ۔ کیونکہ ممبران کی عزت اور وقار سے وزارت کی بھی عزت اور وقار ہے ۔ اگر ممبران کی عزت اور وقار نہیں رہے گا تو بیوروکریسی کی یہ حالت ہے کہ آنے والے کو وہ سلام کرتے ہیں اور جانے والوں کی طرف منہ پھیر کر بھی نہیں دیکھتے اور اس کا گلہ شکوہ جانے والے وزیر اعلیٰ نے بھی کیا ہے ۔ اس لیے میں گزارش کروں گا اور دعا کروں گا اور امید رکھتا ہوں کہ نئے وزیر اعلیٰ اپنی گوناگوں خوبیوں کے ہوتے ہوئے اور اپنی قابلیت کے پیش نظر ، اپنی ٹھنڈی طبیعت کے پیش نظر ممبران کے وقار کا بھی خیال رکھیں گے اور اس

ملک میں ایسی فضا قائم کریں گے کہ کسی کو یہ احساس نہ ہو کہ کسی دوسرے کو کسی شخص سے برتری حاصل ہے ، بلاوجہ اس بات کے کہ اس میں کوئی میرٹ ہے یا نہیں - میں یہ دعا کرتا ہوں کہ وہ اپنے دور اقتدار اور اپنی وزارت اعلیٰ کے دور میں نہایت کامیاب رہیں - میرے لیے ان کے وہ الفاظ جو پریس میں آئے تھے کہ وہ مظلوم کا ساتھ دیں گے اور ظالم کی شدت سے مخالفت کریں گے ، باعث طمانیت اور باعث تشکر ہیں میں یہ امید کرتا ہوں کہ جو الفاظ انہوں نے پریس میں دیئے ہیں وہ رسمی نہیں ، بلکہ وہ نہ صرف مظلوم کی حمایت کریں گے ، بلکہ ظالم کی شدت سے مخالفت کریں گے اور اس کا نتیجہ خدا تعالیٰ دے گا اور ان کے ساتھی بھی انشاء اللہ ان سے پورا تعاون کریں گے - احساس کریں گے اور اس کی قیمت ادا کریں گے -

مسٹر سپیکر : مسٹر ناصر علی خان بلوچ -

مسٹر ناصر علی خان بلوچ : جناب سپیکر ! سب سے پہلے میں اپنی اور اپنی پارٹی کی طرف سے قائد ایوان جناب محمد حنیف رامے کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں - جیسا کہ جناب میاں خورشید انور صاحب نے فرمایا ہے ، ایسی تقاریر رسماً ہوتی رہتی ہیں - اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ اگر حق والے کو حق نہ دیا جائے تو یہ بھی زیادتی ہے - میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج اس موقع پر جناب محمد حنیف رامے واقعی مبارک باد کے مستحق ہیں -

جناب سپیکر ! ویسے تو جناب علامہ صاحب اور میرے باقی دوستوں نے تفصیلاً سب کچھ کہہ دیا ہے ، میں ان باتوں کا اعادہ نہیں کرنا چاہتا لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں یہ یقین دلاتا ہوں کہ حسب سابق اپوزیشن حکومت کی ہر جائز بات میں تعاون کرے گی اور تنقید برائے تنقید نہیں کرے گی بلکہ اس کی تنقید تعمیری ہوگی - جناب سپیکر ! میرے خیال میں جیسا کہ ہمارے اسلام پسند وزیر اعلیٰ جناب محمد حنیف رامے سے توقع کی

جاتی ہے ، وہ اسلام کے منافی کوئی ایسی بات نہیں ہونے دیں گے جس طرح علامہ صاحب نے پیپلز پارٹی کے عہد اقتدار کے تمام واقعات کے متعلق سیر حاصل تبصرہ کیا ہے ۔

اس کے ساتھ ہی انھوں نے ایک بات نہیں فرمائی ۔ وہ یہ ہے کہ دیہات کے غریب کاشتکار لوگ جو آج کل کے وقت میں ایک ڈراؤنی چیز بنے ہوئے ہیں ، وہ بھی یہ امید رکھتے ہیں کہ ان کے حقوق کا بھی تحفظ کیا جائے گا ۔ جناب سپیکر ! اس میں شک نہیں کہ جناب محمد حنیف رامے زراعت کے حالات سے اچھی طرح واقف ہیں ۔ انھوں نے کل اپنے ایک بیان میں فرمایا تھا کہ غریبوں کے حالات سے میں اچھی طرح واقف ہوں ۔ میں ان دیہاتیوں کی طرف ان کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں جو بیچارے تین چار ایکڑ کے کاشتکار ہوتے ہیں اور بڑی مشکل سے اپنا گزارہ کرتے ہیں ۔ لیکن آج کل کی زبان میں ان کو جاگیردار کہا جاتا ہے اور وہ بیچارے اتنے دب گئے ہیں اور ڈر گئے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو کاشتکار بھی نہیں کہتے ۔ ان کے حقوق کا تحفظ ہونا چاہیے ۔ جناب سپیکر ! اس کے بعد جیسا کہ آپ کی طرف سے حکم ملا ہے ، میں زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا اور یہ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کی نیک خواہشات کی تکمیل کرے ، ان کو اچھے کام کرنے کی توفیق دے اور وہ اپنے نیک مقاصد میں کامیاب و کامران ہوں ۔

مسٹر سپیکر : مخدوم زادہ سید حسن محمدد ۔ دیوان سید غلام عباس بخاری ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : بسم اللہ الرحمان الرحیم

مسٹر سپیکر : مجھے فاضل لیڈر حزب اختلاف نے یہ فرمایا تھا کہ سب دوست بولنا چاہتے ہیں میں نے مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب کا نام لیا تھا مگر انھوں نے اپنا حق استعمال نہیں کیا اور اب میں چونکہ دیوان سید غلام عباس صاحب کو بلا چکا ہوں اس لئے اب آپ کا یہ حق کسی اور موقعے کے لئے محفوظ رہے گا ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : بہت اچھا جناب ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : جناب سپیکر ۔ میں اپنی تقریر کا آغاز صرف رسمی مبارکباد اور نیک تمناؤں سے ہی نہیں کروں گا بلکہ میں اپنے معزز دانشور ، حوصلہ مند اور ایک شریف انسان جناب محمد حنیف رامے صاحب کی خدمت میں کچھ ایسی باتیں بھی عرض کرنا چاہتا ہوں جو میں سمجھتا ہوں کہ ملک کے مفاد میں عموماً اور پنجاب کے مفاد میں خصوصاً ضروری ہیں ۔ جناب والا ! حنیف رامے صاحب پنجاب کی کشتی کے میر ملاح مقرر ہوئے ہیں اور ہم بھی اس کشتی میں سوار ہیں ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ کشتی میں سوار ہونے والے ہر فرد کا یہ فرض ہو جاتا ہے کہ وہ میر ملاح کو صحیح مشورہ دے اور صحیح بات ذہن نشین کرائے ۔ چونکہ اس کشتی کے پارلگنے میں جس قدر میر ملاح یا دوسرے ملاحوں کا مفاد ہوتا ہے اسی طرح ایک عام آدمی جو کشتی میں سفر کر رہا ہو اس کا مفاد بھی اسی طرح وابستہ ہو جاتا ہے ۔

جناب والا ! پیشتر از اس کے کہ میں اپنے جذبات و خیالات کا اظہار کروں میں ایک انسانی مسئلے کی طرف اپنے معزز و محترم وزیر اعلیٰ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں ۔ انھوں نے قومی پریس میں پڑھا ہوگا کہ جلال پور پیر والا میں ایک غریب بیلدار کے گھر میں صف ماتم بچھ چکی ہے ۔ چونکہ اس غریب کے گھر میں پانچ اموات بیک وقت ہوئی ہیں اور یہ ایک بہت بڑا سانحہ ، بہت بڑا صدمہ ہے جو اس غریب بیلدار کو پہنچا ہے ۔ اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ جناب وزیر اعلیٰ اپنی تقریر میں اس غریب کے لئے کچھ ہمدردی کے الفاظ بیان فرمائیں گے اور اپنی حکومت کی طرف سے اپنے ڈپٹی کمشنر کو ہدایت فرمائیں گے کہ اس کے لئے کچھ امداد ، کچھ مداوا یا اس کی کچھ دل جوئی کی جائے ۔

جناب سپیکر ! میں جناب وزیر اعلیٰ کی خدمت میں یہ عرض کرنا اپنے فرض منصبی میں سمجھتا ہوں کہ میرے ملک میں عموماً جو تکلیفیں

ہیں اور پنجاب میں جو تکلیفیں اور جو رکاوٹیں پیدا ہوئی ہیں یا گراوٹ ہوئی ہے اس کی وجہ ہمارے دو ضوابط کی خلاف ورزی ہے ۔ جناب سپیکر ! ایک ضابطہ حیات تو وہ ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مسلمان کے لئے خدا کی طرف سے مقرر کیا ہے اور پیدائش کے وقت ہر بچہ کلمہ پڑھنے کے بعد اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ میں ساری عمر اس ضابطے کا پابند رہوں گا ۔جناب سپیکر ! دوسرا ضابطہ جس کی خلاف ورزی سے عوام میں بے چینی اور ناانصافی عام ہوتی جارہی ہے وہ ہے کسی بھی حکومتی پارٹی کا اپنے منشور کے خلاف اقدام ۔ جناب والا ۔ میں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا کہ اس ملک میں یا اس صوبے میں ستائیس سال سے میں کیا دیکھ رہا ہوں ۔ قائد اعظم کے وقت کو چھوڑ کر باقی جو کچھ میں نے دیکھا ہے عموماً یہ دیکھا ہے کہ اکابرین نے بہت اچھی اچھی باتیں کیں ۔ بہت اچھے اچھے الفاظ میں اپنے الیکشن لڑے اور نہایت ہی شائستہ طریقے پر اپنے نظریات بیان کئے ۔ مگر بمع اس وقت کے جو مسلم لیگ کا تھا ۔ میں بھی مسلم لیگ کا ایک ادنیٰ رکن ہوں ۔ جب وہ طاقت میں آئے وہ طاقت یک آتشہ ' دو آتشہ یا سہ آتشہ تھی اس کے بعد ہم نے دیکھا کہ وہی لوگ جو اچھی اچھی باتیں کرکے ووٹ لے کر اس کرسی پر آئے انھوں نے تمام ان چیزوں سے انحراف کیا اور تمام ان چیزوں سے اختلاف کیا جو کہ انھوں نے قوم سے وعدے کئے تھے ۔ جناب سپیکر ! میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کا نصب العین اور تبلیغ کی روح انصاف ہے ۔ جب اکابرین اپنی مصلحتوں کی بنا پر ۔ اپنے ذاتی مفاد کے لئے اپنے پارٹی مفاد کے لئے یا اپنے کسی دوست کے مفاد کے لئے انصاف کو ذبح کرتے ہیں تو اس کے بعد وہ کبھی بھی اپنی قوم کو ۔ انسانیت کو اور صوبے کو نہ فلاح دے سکتے ہیں نہ سکون دے سکتے ہیں ۔ تو میں جناب وزیر اعلیٰ کی خدمت میں التماس کروں گا کہ جو کچھ ہو چکا ۔ میں ان سے اب یہ توقع کرتا ہوں کہ براہ مہربانی وہ اس طبقے سے تعلق رکھتے ہیں جو اپنے پاؤں پر خود کھڑا ہوا ہے اور جناب وزیر اعلیٰ ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جن کے منہ میں

پیدائشی طور پر سونے کا چمچہ ہوتا ہے ۔ مجھے یہ مسرت محسوس ہو رہی ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارا وزیر اعلیٰ وہ ہے جس نے جد و جہد سے اور محنت اور شعور سے ادبی مجالس کو attend کر کے ، ادب کو دیکھ کر ۔ مختلف لٹریچر کو پڑھ کر یہ مقام حاصل کیا ہے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

مجھے یہ فقرہ پڑھ کر بے انتہا مسرت ہوئی جو وزیر اعلیٰ نے کہا اور یہ 14 مارچ کے نوائے وقت میں چھپا ہے کہ انہوں نے اس بات کا اعلان کیا ہے کہ اب شریف غالب اور بدمعاش مغلوب ہوں گے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر ! میں اپنے اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر کر کے عرض کرتا ہوں کہ اس فقرے کو میں نے اپنے سینے سے لگایا ہے اور یہ فقرہ پڑھ کر میری آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے ۔ میں نے اپنے اللہ تعالیٰ کے دربار میں دست دعا بلند کئے ہیں کہ مالک ہمارے اکابرین آئے اور جب گئے تو کسی نے فاتحہ بھی نہیں پڑھی ۔اب اس وزیر اعلیٰ کو اپنے رسول پاک کی ذات کے صدقے توفیق دے کہ یہ ثابت کر دے کہ اس نے جو فقرہ کہا ہے اس پر یہ عمل بھی کرے گا ۔

آوازیں : آمین ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

دیوان سید غلام عباس بخاری : جناب سپیکر ! اس کے علاوہ میں وزیر اعلیٰ کی خدمت میں یہ بھی عرض کروں گا کہ سب سے پہلے قدم وہ یہ اٹھائیں کہ جو وزراء بھی وہ لیں . . .

مسٹر سپیکر : دیوان صاحب آپ کتنا وقت اور لیں گے ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : بس جناب دو چار منٹ میں ختم کرنے کی کوشش کرتا ہوں ۔ تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ بات ان کی پارٹی

کے مفاد میں ہے کہ جب وہ وزراء کو لیں تو وہ یہ سمجھ لیں کہ وہ غریب ضرور ہوں مگر صاحب کردار بھی ہوں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

میاں خورشید انور : بے شک پر او آن گے کتھوں ۔

چوہدری محمد انور سمہ : وہاڑی توں آن گے ۔

(قطع کلا میاں)

دیوان سید غلام عباس بخاری : جناب سپیکر ۔ مجھے ایک دوست کا فقرہ یاد ہے ۔ پچھلے الیکشن کے دوران جب یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ کس پارٹی کا ساتھ دیں کس لیڈر کی قیادت قبول کریں تو اس کا فقرہ میرے ذہن میں گونجتا رہتا ہے ۔ اس نے کہا تھا کہ دیوان صاحب آپ جس لیڈر کی قیادت مانیں جس پارٹی کے ساتھ شامل ہوں ۔مگر یہ یاد رکھئیے جو آپ کا لیڈر ہو۔جس کو آپ ذہنی طور پر لیڈر قبول کریں ۔ کم از کم آپ کے کردار سے بہتر ہو ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ جب آپ وزیر بنائیں تو اس کا کردار پورے پنجاب میں بہتر ہو اگر پورے پنجاب میں نہ ہو تو ضلع میں تو اس کی عزت کی جاتی ہو ۔ نہیں تو محلوں میں تو اس کی عزت کریں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

میں یہ عرض کروں گا کہ یہ پیپلز پارٹی کے مفاد میں ہے یہ کیبنٹ کے مفاد میں ہے کہ آج وزیر اعلیٰ اپنی بھی اور اپنے ہونے والے وزراء کی بھی جائیدادوں کا اعلان کریں ۔ ہر وزیر اپنی جائیداد کا اعلان کرے اور اس کو قومی پریس میں دیا جائے تاکہ دو سال میں یا ڈیڑھ سال میں ہم دیکھیں کہ وہ کروڑ پتی ہو گیا ہے یا پھر اس کا سرمایہ لاکھوں روپے سے کم ہو کر ہزاروں پر آ گیا ہے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

تو جناب والا ! ایک آخری استدعا جناب نواب زادہ عطا محمد صاحب کے حکم کے تحت عرض کروں گا کہ کاٹن فیس جو ہے وہ پنجاب پر مقابلتاً

سندھ کے بہت زیادہ بڑھا دی گئی ہے جس کے مجھے facts and figures معلوم نہیں - تو میں ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ پنجاب کو اس لیول پر رکھیں جس لیول پر سندھ ہے اور دونوں کو ایک ہی نظر سے دیکھا جائے - میں دلی دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے محترم اور معزز وزیر اعلیٰ کو کامیاب کرے وہ صحیح کیبنٹ بنا سکیں اور اس صوبے کو خصوصاً انصاف دے سکیں -

آوازیں : آمین -

مسٹر سپیکر : مسٹر اسماعیل ضیاء

میاں اسمعیل ضیاء : جناب سپیکر - میں آپ کی وساطت سے پنجاب کے نو منتخب وزیر اعلیٰ جناب حنیف رامے کی خدمت میں پر خلوص ہدیہ تہنیت پیش کرتا ہوں - جناب والا ! مسٹر حنیف رامے بجا طور پر اس بات پر فخر کر سکتے ہیں کہ انھوں نے یہ منصب یہ اعزاز قائد عوام کے اعتماد کے علاوہ اپنی پر خلوص اور انتھک محنت کی وجہ سے حاصل کیا -

جناب والا - آج پنجاب میں یہ پہلا موقع ہے کہ علم و دانش کو سیاست میں دخل حاصل ہوا ہے اور بجا طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ جناب حنیف رامے کا انتخاب حکمت اور حکومت کا حسین امتزاج ہے اس موقع پر میں نئے منتخب وزیر اعلیٰ کی خدمت میں یہ گذارش کروں گا کہ وہ حضرت محمد کے غلام ہیں اس لئے رسول خدا کے اس فرمان کو "من لم یرحم صغیرنا و لم یوقر کبیرنا فلیس منا" ہمیشہ پیش نظر رکھیں گے -

جناب والا ! آپ سے توقع ہے کہ آپ ہر ایک کا عزت و احترام بحال رکھیں گے اور اس صوبہ کے مظلوم عوام کو جو زبان قائد عوام نے دی تھی جو اُمنگیں ان کے دلوں میں موجود ہیں آپ ان کا ترجمان بنیں گے اور قائد عوام کی قیادت میں اس صوبہ کو اسلامی سوشلزم کی طرف گامزن کریں گے -

Mrs Syeda Abida Hussoun : Sir, I, on behalf of the lady members, would like to congratulate Mr. Muhammad

Hanif Ramey on having been elected as the Chief Minister of the Province. When the Peoples Party's Government came into power in December 1971, the then President, Mr. Zulfiqar Ali Bhutto, in his opening speech and address to the nation, said that it was his earnest desire to see the society of this country to come to full flowering. That is a very beautiful phrase and many people were inspired by it and all of us have waited for that moment of flowering to approach. I would like to say that in my heart, as in the hearts of those present here today, there is no doubt that Mr. Muhammad Hanif Ramey has within him all the capabilities of helping us all together to achieve a condition in the Province which would lead us towards that road and will ultimately enable us to feel that our society has indeed achieved full flowering.

I would like also to add here that during the two years that we have been coming to this August House and participating in sessions of the Assembly, very little participation has been felt by the members of this Assembly. There has been very little consultation with members on proposed legislation and little emphasis has been laid on Committee work. We hope that in future and under the new Chief Minister's guidance, every single member of this House will not feel an outsider and will not feel the need to secure office or desire office. Because if he is given the opportunity to work as a genuine elected representative, if the Committee system of this House is made stronger, if every member of this House does have a feeling that the legislative work is most important and it is the purpose for which he was elected by the people and that this, in itself, is service enough ; then I am sure the process of demecracy will have a very firm foundation in the institutions that we hope to build.

I do not wish to go into too much details. I will end here by saying that once again on behalf of the lady members we hope and feel that this Assembly will grow in aspiration and in talent and that an atmosphere is created wherein

women too can hold their heads high and work shoulder to shoulder alongside their fellow men.

(Applause)

Mr. Abdul Hafeez Kardar : Mr. Speaker, I am sure that I am voicing the sentiments of all the honourable members of this august House when I extend the most hearty felicitations and congratulations to Mr. Muhammad Hanif Ramey over his election as un-opposed Leader of the House.

(Applause)

I would have thought that on this occasion there will be mere references to the election part but since I find that certain portions have been turned into a debate, I tnink it worth while making a reference to those issues. And the most important of all has been referred to by the Leader of the Opposition when he says that the previous system under which a Governor or a Governor-General of this country interfered and called upon a particular person to form the Gonernment should be revised. I strongly oppose it because that led to all the ills in this country.

The second point that has been raised by the Leader of Opposition and on which there are conflicting opinions within the Opposition Party itself, is that perhaps the Government had been rather high-handed in its dealings with bureaucracy. On the other hand, a member of the Opposition Party said that we had probably not gone far enough. I think they should reconcile their points of view. As far as we are concerned we would continue, I am sure, as I am speaking as a member of the Party, to reform the bureacuracy and if there are any inadvertent actions as a result of which innocent parties have been turned out of service or dismissed. There are other legal courses which they can go through and seek redress.

Sir, a reference has been made to water. It was said, and I would like to quote the exact words :

یا تو پنجاب پانی کی وجہ سے غرق ہو جائے یا پانی نہ ہونے کی وجہ سے پنجاب پیاسا رہے ۔

As soon as the Leader of Opposition said this, he got a glass of water. (Applause).

And in fact Sir, looking at the head gear. Now I am not referring to you, Sir alround I think it was snowing.

It is, Sir, equally customary that when we congratulate the newly elected Leader of the House, we also say a few words of praise for the out-going Chief Minister, and I am going with it. As the Leader of the Opposition said, we are grateful for the guidance to us in the time when he was the Governor and subsequently as the Chief Minister. We all are the creation of one Party i. e. the Peoples Party. We represent the people through a manifesto, which was adopted in open and in open support of the public, and that is why we greatly admire the selection made by the Party in the person of Mr. Hanif Ramay. He is not only an eminent writer, an eminent thinker but he is also one of the four Members of the Principles Committee of the Party, which means that he is most highly qualified to interpret the Manifesto of the Pakistan Peoples Party. Therefore, we feel doubly assured that under the leadership of his person, who has from the very inception of the Party been associated in maintaining the principles on the basis of which the Pakistan Peoples Party will work in this Province after coming into power, I can say with the greatest of emphasis that we have made no departure from the Manifesto. I don't want to recount those steps that have been taken—nationalization of industries, loosening the grip of the capitalists and also effecting Land Reforms. These are the things for every one to see and I don't want to go into details at this stage, but I would like to say that we are very very honoured that we have a person in the Leader of this House who knows the Manifesto and its spirit because he is one of those who wrote it and is a

member of the Central Committee of the Party He knows the thinking of the Party at first hand. Again as a colleague I can say, I have worked with him for two years when he was Finance Minister, that his guidance and advice was always objective and in the best interests of the country and this Province I am sure, this advice will lead us to greater progress in this Province.

I think one of the most important tasks that the Leader of the House is confronted with is the creation of institutions The synthesis between instisutions which seek to provide freedom—freedom for expression, freedom for speech, freedom for economic development, freedom for profession—and its fusion with freedom from hunger, freedom from poverty and freedom from disease. This fusion is most important. We have seen in other countries that when one was granted, the other was withdrawn and this is the historic place at which we stand today, and this is the task with which the Leader of the House is faced here—creation of institutions, political and economic in unition, where we can bring about the best of a man. We have every reason to believe that Mr. Hanif Ramay is eminently qualified to bring that about.

(Applause)

And, finally, I would like to quote, I think it is what Aristotle said ; I don't want to quote things but this is some thing which I think is necessary to be quoted at this moment. It says :

> "One sense of honour is the only thing that does not grow old and the least last pleasure when one is worn out with age is not, as the poet said, making money but having the respect of one's fellow-men For famous men the whole earth is their memorial."

And Mr. Hanif Ramay, I hope, your memorial will be in the hearts of people of Punjab. I thank you.

(Applause)

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) : جناب والا! میں اپنی تقریر کی ابتدا سورۃ فاتحہ سے کرنے کی اجازت چاہوں گا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین o الرحمن الرحیم o ملک یوم الدین o
ایاک نعبد وایاک نستعین o اھدناالصراط المستقیم o صراطالذین
انعمت علیھم غیرالمغضوب علیھم ولاالضالین o آمین

جناب والا! یہ ایک حمد بھی ہے اور ایک دعا بھی اور انسان کے لیے یہی منصب ہے کہ وہ اپنے رب کی حمد کرتا رہے اور اس کے حضور میں سربسجود رہے۔ اس سے صرف اور صرف وہ مدد چاہے۔ وہی اس قابل ہے اور وہی استطاعت رکھتا ہے کہ انسان کو مخدوش ہونے سے بچائے۔ اور گمراہ ہونے سے بچائے۔

جناب والا! آپ سب نے مجھے مبارک باد دی ہے اور دعا کی ہے۔ جناب والا! میں سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور سب سے عظیم شکریہ اپنے خداوند تعالی کا عزت اور ذلت کا وہی مالک ہے۔ اس کے بعد میں شکریہ ادا کرتا ہوں اپنے عوام کا اور اپنے قائد جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کا کہ انھوں نے مجھے اس قابل سمجھا اور یہ عظیم ذمہداری ان ناتوانا کندھوں پر ڈالی۔ جناب والا! یہ مقام جہاں سے آج میں خطاب کر رہا ہوں وہ تاریخی مقام ہے جہاں میرے قائد کی صدارت میں عالم اسلام کے سربراہوں کا اجتماع ہوا۔ مسلمانوں کی ہزار سالہ امنگوں کی تکمیل میں عمل میں آیا۔ جناب والا! یہ وہ مقام ہے جہاں ہم نے عالم اسلام کے اتحاد کے لیے دعا دی۔ اگر خود اس ایوان میں اتحاد کی فضا نہ ہو۔ تو یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ میری دعا ہے۔ میری کوشش ہے۔ میں آپ سے اپیل کرتا ہوں

کہ اس ایوان کی لاج رکھیں - جہاں ہم نے تمام عالم اسلام کو دعوت دی۔ اور ہم سب ایک رہے -

(نعرہ ہائے تحسین)

آج آپ نے اس بات کی لاج رکھی اور مجھے یہ اعزاز دیا کہ میں پورے ایوان کا بلا مقابلہ قائد منتخب ہوگیا - اور آپ نے اس اتحاد کی نئی کرن کا اضافہ کیا - لیکن جناب والا! میں اپنا فرض سمجھتا ہوں اور یہ واضح بھی کر دوں کہ جمہوریت محض یہ نہیں ہوتی کہ اپوزیشن حزب اقتدار سے اتفاق رائے کرے - جمہوریت میں اکثریتی پارٹی کو یہ حق ہے کہ وہ حکومت بنائے اور یہ حق حزب اختلاف کو حاصل نہیں ہے - لیکن باقی تمام امور میں حزب اقتدار اور حزب اختلاف سب یکساں ہیں اور برابر ہیں -

(نعرہ ہائے تحسین)

جمہوریت اس بات کا نام نہیں ہے کہ حزب اختلاف لازماً حزب اقتدار کا ساتھ دے - جمہوریت اس بات کا نام ہے کہ مشورے کی روح کو برقرار رکھا جا سکے - اور قرآن کی اس آیت کے مطابق کہ جہاں ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ تم اپنے قومی معاملات میں مشورے کیا کرو اور اسی کے تحت آج کے دور میں ہم جمہوریت کو عین اسلام سمجھتے ہیں - اور اس روح کے مطابق جمہوریت اس طرح برقرار رہ سکتی ہے کہ اپوزیشن اپوزیشن رہے اور حزب اقتدار حزب اقتدار رہے - اور مشورہ دینے کی آزادی ان کو بھی ہو - اور آپ کو بھی -

(نعرہ ہائے تحسین)

حزب اختلاف کو آزادی ہے کہ وہ ایوان میں ایسی رائے دے - لیکن حزب اقتدار کے لیے یہ مشکل ہے کہ وہ یہاں پر اپنی رائے کے اختلاف کو ظاہر کرے - اور اس کا ایک طریقہ ہے کہ آپ کا اختلاف - آپ کے مشوروں کا اختلاف آپ کی اسمبلی پارٹی میں ہو اور یہاں یقیناً ایسی صورت ہونی چاہیے کہ اسمبلی پارٹی مضبوط ہو - کمیٹیاں مضبوط ہوں - اور اپوزیشن اپنی جگہ

مضبوط ہو - آج اس فضا میں جس میں مجھے متفقہ منتخب کیا گیا ہے - میں شکریہ ادا کرتا ہوں اپنے اس بھائی کا جس نے آج کے اجلاس کے آغاز میں ایک نکتہ اعتراض اٹھایا تھا اور میں شکریہ ادا کرتا ہوں اپنے ان ساتھیوں کا جنھوں نے اس نکتہ اعترض پر کوئی اعتراض نہیں کیا اور اس کا دلیل سے جواب دیا تھا اور جب جناب سپیکر نے ایک فیصلہ کر دیا - تو اپوزیشن نے بھی اور ہم نے بھی اس فیصلے کے آگے اپنا سر تسلیم خم کر دیا -

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! جمہوریت کی بات سے میرا ذہن پاکستان کی تاریخ کی جانب جاتا ہے - پاکستان خود تحریک جمہوریت کے عنوان سے اور مسلمان جمہور کی آزادانہ رائے کے نتیجہ میں برصغیر میں قیام میں آیا - لیکن قائد اعظم کے بعد جمہوریت کی یہ روح فنا ہوگئی - مارشل لا کی نذر ہوگئی یا پھر سازش اسے کھا گئی -

جناب والا! میرا دھیان پنجاب کی تاریخ کی طرف بھی جاتا ہے - یہاں بھی اور اس ایوان میں بھی جمہوریت کے نام پر بھی طرح طرح کی سازشیں ہوتی رہیں - لیکن اس کا نتیجہ ہم نے دیکھا ہے - اور یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ وہ عوام جو کہ ساری طاقت کا سرچشمہ ہوتے ہیں - بے کس اور مظلوم ہوکر رہ گئے - لیکن آفرین ہے قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کو جنھوں نے اس جبر و استبداد کے دور میں پھر عوام کو ایک نطق گویا عطا کیا - اور غریبوں مسکینوں، مزارعوں کسانوں - طالبعموں اور مزدوروں کی وہ چھنی ہوئی زبان ان کو دوبارہ عطا کی ان کی زبان ان کو دوبارہ واپس مل گئی اور وہ شعلے جو ان کے دل میں اٹھ رہے تھے - ان کی زبان پر چمکنے لگے - نمودار ہوئے اور یہ اسمبلی جس میں آج ہم بیٹھے ہوئے ہیں - یہ جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی اسی عوامی تحریک کا - جس کا دوسرا نام پاکستان پیپلز پارٹی ہے - اس کی اس تحریک کے نتیجہ میں وجود میں آئی -

جناب والا! میں جمہوریت کی اتنی تفصیل سے آپ کی توجہ اقتصادی مسائل سے ہٹانا نہیں چاہتا ہوں - ہماری جمہوریت ایک نئی طرح کی جمہوریت ہے - یہ صرف سیاسی جمہوریت نہیں ہے - یہ اقتصادی جمہوریت ہے - اس جمہوریت میں صرف بولنے کی آزادی نہیں - اس جمہوریت میں یہ حق بھی ہے کہ غریب بھی کھائے - اور امیر بھی کھائے - مزدور بھی کھائے اور کسان بھی کھائے - اس ملک کا ایک ایک باشندہ اس ملک کے وسائل سے اس ملک کی دولت سے بہرہ ور ہو - اور جس طرح ایک زندہ جسم میں خون کی گردش ہوتی ہے کہ پاؤں کے ناخنوں سے لیکر سر کے بالوں تک خون دوڑتا ہے - ورنہ اگر کہیں خون رک جاوے - تو کہتے ہیں کہ فالج گر گیا ہے اسی طرح پر یہ ہماری کوشش ہوگی - اور یہی ہماری پارٹی کا نظریہ ہے - کہ قوم کی زندگی میں قوم کے وجود میں - رزق اس طرح سے جاری و ساری ہو جیسے ایک زندہ اور توانا جسم میں خون جاری و ساری رہتا ہے -

جناب والا! وزیر اعلیٰ کے طور پر میں اپنے کام کو اگر پہچانتا ہوں - تو یقیناً میرا پہلا کام یہی ہے کہ میں افراد کے مقابلہ میں اور فرد کے مقابلہ میں اداروں کو اہمیت دوں اور ان کو مستحکم کروں -

(نعرہ ہائے تحسین)

جب تک کسی معاشرہ میں عدلیہ - انتظامیہ اور مقننہ تینوں کے درمیان ایک صحیح توازن نہیں ہوتا - اس وقت تک اس معاشرے کی سیاسی معیشت صحیح خطوط پر استوار نہیں کی جا سکتی - اس لیے یہ کوشش ہونی چاہیے اور میرا بھی یہ فرض ہے - اس لیے کہ فرد آتے جاتے رہتے ہیں - لیکن افراد کی تبدیلی سے ایسا بھی ہوتا ہے کہ ادارے مستحکم نہ ہوں تو قوم کو اور ملک کو بھی نقصان پہنچ جاتا ہے - اس کا ایک طریقہ ہے اور وہ یہ کہ چونکہ افراد قائم نہیں رہتے ہیں لیکن ادارے قائم رہ سکتے ہیں - اس لیے افراد کے نیچے مضبوط اداروں کے ستون تراشنے انتہائی ضروری ہیں - میری بھی آپ کے ساتھ مل جل کر یہ کوشش ہوگی کہ ہم انتظامیہ - عدلیہ اور مقننہ تمام تر اداروں کو مستحکم بنائیں -

جناب والا! میں نے افراد کے آنے جانے کی بات کی ہے کل کی بات ہے - اسی ایوان میں میں اس ایوان کے قائد جناب غلام مصطفیٰ کھر صاحب کو خوش آمدید کہہ رہا تھا - جناب والا! آج وہ یہاں تشریف فرما نہیں ہیں ،مگر وہ اب بھی اس معزز ایوان کے رکن ہیں - لیکن ذکر آیا ہے آنے اور جانے کا لیکن یہ افراد کا آنا جانا ہے - جناب والا! مجھے خوشی ہے کہ وہ ادارہ اس ایوان میں اور اس ایوان سے باہر بھی موجود ہے - جو ہماری اس افراد کی تبدیلی کے نیچے ایک مضبوط ستون کی صورت اختیار کر چکا ہے - اور وہ ہے پاکستان پیپلز پارٹی -

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! نہ پہلے جناب ملک غلام مصطفیٰ کھر کی حکومت تھی - اور نہ آج محمد حنیف رامے کی حکومت ہے - پہلے بھی پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت تھی - اور آج بھی پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت ہے - جناب والا! ہماری پارٹی کی قیادت نہ پہلے جناب غلام مصطفیٰ کھر کے پاس تھی - اور نہ آج محمد حنیف رامے کے پاس ہے - اس پارٹی کی قیادت پہلے بھی جناب ذوالفقار علی بھٹو کے پاس تھی - اور آج بھی یہ قیادت ان کے ہاتھ میں ہے -

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! ایسی بات ہوتی رہی ہے - اختلافات کی بات کی جاتی رہی ہے آنے اور جانیوالوں میں - لیکن میں اس معزز ایوان کو بتانا چاہتا ہوں اور یہ معزز ایوان اس بات کا گواہ ہے کہ میں نے سوا دو سال جناب غلام مصطفیٰ کھر کے ساتھ کام کیا ہے - وہ میرے سربراہ تھے - وہ میرے گورنر تھے - وہ چیف منسٹر تھے - اور مجھے فخر ہے کہ میں نے انتہائی ڈسپلن کے ساتھ ان کی اطاعت گزاری کی ہے -

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! مجھے اس بات کا بھی احساس ہے کہ ان جیسے ذہین اور

ان جیسے مضبوط انسان کے بعد آج مجھے حکومت کی ذمہداری سونپی گئی ہے میں کچھ ایسی ہی کیفیت جناب والا! محسوس کرتا ہوں کہ جیسے کسی معاشرے میں کسی بہت اچھے ترنم والے اور بہت مقبول شاعر کے بعد کسی ایسے شخص کو کھڑا کر دیا جاوے کہ جس کا نہ تلفظ درست ہو اور نہ ترنم - جناب والا! میں نے یہ منصب اسی لیے انتہائی انکساری کے ساتھ قبول کیا ہے - اور صرف اس لیے قبول کیا ہے کہ یہ میرے قائد کا حکم تھا کہ تم یہ منصب قبول کرو - جناب والا! اس موقعہ پر میری کیفیت ایسی ہے کہ جیسے قرآن پاک میں یہ کہا گیا تھا - کہ

اذاجاء نصر اللہ والفتح

اس موقعہ پر اس نے یہی کہا تھا - کہ جو اللہ تعالٰے کے بندے ہیں ان کا شیوہ یہ ہوتا ہے - کہ

فسبح بحمد ربک واستغفرہ

وہ اللہ تعالٰے کی تسبیح بیان کرتے ہیں - اور اللہ تعالٰے سے استغفار کرتے ہیں - جناب والا! میں بھی اللہ تبارک و تعالیٰ کو اس موقع پر یاد کرتا ہوں - اور اس کے سامنے اپنے سر کو جھکاتا ہوں کہ خدا مجھے توفیق دے کہ میں یہ عظیم ذمہداری نبھا سکوں - جناب والا! ذمہداری عظیم ہے - لیکن مجھے ایک تسلی ہے - وہ تسلی یہ ہے کہ اس ذمہداری کے لیے میں نے کوشش نہیں کی - اس کے لیے میں نے سازش نہیں کی - جناب والا! مجھے کہنے دیجئے کہ میں نے اس لیے دعا بھی نہیں کی - اس لیے اگر یہ ذمہداری میرے کاندھوں پر آئی ہے تو یہ خدا کی مشیت کے مطابق ہے جو میری طرف آئی ہے اور مجھے تسلی صرف یہ ہے کہ اگر نے مانگی ہوتی اور میں نے اس کے لیے کوشش کی ہوتی تو جیسے خدا کا یہ اصول ہے کہ جو دنیا مانگتے ہیں تو ان کو دے دی جاتی ہے اسی طریق پر مجھے بھی یہ دے جاتی - لیکن پھر شاید خدا ایک طرف ہو جاتا کہ لو اور سنبھا لو - لیکن جب میں نے مانگ کر نہیں لی - میں نے اس کے لیے کوشش بھی

نہیں کی، دعا بھی نہیں کی - تو میں یہ کہوں کہ خدا کے قانون کے مطابق اس کی جانب سے اس کی مشیت کے طور پر یہ میری طرف آئی ہے - مجھے تسلی ہے کہ جس خدا نے مجھ پر یہ بوجھ ڈالا ہے وہ اس بوجھ ڈالنے کی لاج رکھے گا اور میری مدد کرے گا -

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ! آپ سب نے مجھے مبارک باد دی شاید اس خیال سے کہ مجھے بہت بڑی عزت ملی ہے لیکن جناب والا ! اگر یہ عزت ہے تو میں اپنے ان بہن بھائیوں کے ساتھ یہ عزت آج برابر تقسیم کرتا ہوں - لیکن ساتھ ہی میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ خدا کے لئے میرے اس بوجھ کو آپ بھی اسی طرح تقسیم کریں - اور مجھے یقین ہے کہ اگر آپ کا تعاون اور مشورہ میرے شامل حال رہا - اگر خدا کا فضل اور قائد عوام کی رہنمائی ، ان کا اعتماد میرے شامل حال رہا تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ پنجاب کیا پاکستان کیا بلکہ پورے عالم اسلام کو ناقابل تسخیر قلعہ بنائیں گے -

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ! مسائل بہت سے ہیں لیکن میں ایک کسان کا بیٹا ہوں اور میں نے ایک کسان کی زندگی گزاری ہے - اس لئے مجھے ان کے مسائل سے اچھی طرح واقفیت ہے - جناب والا ! میں گاؤں میں پیدا ہوا اور گاؤں سے ہمیشہ میرا تعلق رہا جب میں شہر بھی آ گیا تو شہر والے مجھے ''پینڈو،، کہا کرتے تھے لیکن جناب والا ! مجھے اپنے ''پینڈو،، ہونے پر فخر ہے (نعرہ ہائے تحسین) جناب والا ! اس عظیم ترین صوبے کا غریب ترین وزیر خزانہ ہوتے ہوئے بھی مجھے یہاں کے مسائل سے کچھ واقفیت ہے اور پھر جناب والا ! ان مسائل کو حل کرنے کے لئے میرے پاس ایک نظریہ ہے اور میرے پیچھے ایک پارٹی وہ ہے - جس کا ایک عظیم قائد ہے جو نہ صرف پاکستان کا بلکہ ایشیا کا افریقہ کا اور بلکہ عالم اسلام کا وہ ایک قائد ہے جو آج دنیا کے سامنے ابھرا ہے - میں نے اپنے قائد سے قوم پرستی سیکھی - میں نے ان سے

ترقی پسندی سیکھی - میرے قائد کی بین الاقوامی امور پر گہری نظر ہے لیکن جناب والا ! جس چیز نے قائد کے سلسلے میں مجھے سب سے زیادہ متاثر کیا وہ ان کی انصاف پسندی اور عوام دوستی ہے - جناب والا ! ان کے دل میں پاکستان کے تمام پسماندہ علاقوں پسماندہ طبقوں اور غریب لوگوں کے لئے بے حد درد ہے - ساتھ ہی وہ اس ملک کے بڑے سربراہ بھی ہیں جنہوں نے علی الاعلان سر عام پہلی دفعہ ہماری تاریخ میں یہ کہا کہ اس ملک کی عظیم اکثریت پنجاب میں آباد ہے اس لئے اس ملک کے وسائل میں سے بھی پنجاب کو سب سے زیادہ حصہ ملے گا - جناب والا ! یہاں پانی کا مسئلہ ہو یا ترقیاتی بجٹ کا مسئلہ ہو ، ان کی روش ہمیشہ یہ رہی ہے کہ پنجاب کو اس کا جائز حصہ ملے - جو لوگ پانی یا ترقیاتی بجٹ کے سلسلے میں بات کرتے ہیں میں ان کو دعوت دیتا ہوں کہ اس اسمبلی کے اس ایوان میں میں دلائل کے ساتھ براہین کے ساتھ اس بات کا ثبوت دینے کے لئے تیار ہوں کہ پنجاب کے کسی حق کو جناب ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت نے کسی اور پر بھی نظر انداز نہیں کیا - (نعرہ ہائے تحسین) ہاں تو مجھے اپنے قائد سے ایک شکایت ہے اور وہ شکایت یہ ہے کہ ایک عرصہ سے ان کا ایک وعدہ ہے انہوں نے وعدہ کیا ہوا ہے کہ وہ پنجاب کا دورہ کریں گے لیکن یہ دورہ ابھی تک معرض وجود میں نہیں آیا - میں اس ایوان سے آپ سب کی ترجمانی کرتے ہوئے ان سے گزارش کروں گا کہ جناب والا ! پنجاب بھر کے عوام ہر جگہ آپ کے اسی طرح منتظر ہیں جس طرح الیکشن کے دنوں میں آپ کے دوروں کے دوران آپ کے لئے چشم براہ تھے -

جناب والا ! مسائل کی بات کی گئی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ مسائل کے علاج کی بات بھی ہونی چاہئے لیکن یہ مسائل ایک دن میں پیدا نہیں ہوئے - اس لئے ایک دن میں یہ ختم نہیں ہو سکتے لیکن اس کا مطلب بھی نہیں ہے کہ ہم آرام سے بیٹھ جائیں - ہم فکر مند نہ ہوں اور ہم کوشش نہ کریں کہ ان کو حل کیا جائے - جناب والا ! ہم کوئی لمبا چوڑا زاد راہ نہیں رکھتے - ہم مسائل کے حل کے لئے کیا لے کر آئے ہیں - ہم دیانت

ے کر آئے ہیں ہم محنت لے کر آئے ہیں - ہم اخوت لے کر آئے ہیں - (ہیر ہیر) - جہاں تک میری پارٹی کا تعلق ہے میں آج اس جگہ سے اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ میرا کوئی دوست نہیں - میرا کوئی دشمن نہیں - لیکن جو میری پارٹی کا دوست ہے وہ میرا دوست ہے جو میری پارٹی کا دشمن ہے وہ میرا دشمن ہے -

(نعرہ ہائے تحسین)

میں اس منصب پر فائز کیا گیا ہوں - میں سب سے یکساں دور اور یکساں قریب رہوں گا - جناب والا ! جہاں تک اپوزیشن کا تعلق ہے میں ان کے حقوق کا پورا پورا احترام کروں گا اور انشاء اللہ تعالیٰ اس اسمبلی کی آئندہ کارروائی اس بات کا ثبوت دے گی -

جناب والا ! آج جب ہم طرح طرح کے سیاسی اور اقتصادی مسائل میں گھرے ہوئے ہیں - اور بات امیر اور غریب کی کشمکش تک پہنچ چکی ہے کچھ عناصر کوشش کر رہے ہیں کہ مذہبی منافرت پھیلائی جائے اور ہماری زندگی کو برادریوں شہری اور دیہاتی کی تفریق میں اور صوبائی عصبیت کے گرداب میں ڈھال دیں - جناب والا ! کوشش اس بات کی ہے کہ تاریخ جہاں تک ہمیں لے آئی ہے ہمیں پیچھے کی جانب لے جایا جائے لیکن ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے - ہم نے اسلامی سوشلزم کا انقلاب آفرین پیغام جو اس ملک میں دیا ہے ہم اسے عملی جامہ پہنا کر رہیں گے (نعرہ ہائے تحسین) ہم پاکستان پیپلز پارٹی کا جھنڈا تھام کر اپنے قائد کی قیادت میں وقت کی رفتار کو اپنے ہاتھ میں لیں گے ، وقت کو پیچھے کی جانب نہیں جانے دیں گے اس کو آگے لے جائیں گے اور ایسا کرکے ہی رہیں گے -

جناب والا ! آج تک یہ سمجھا گیا ہے کہ حکمرانی کے بھی کچھ آداب ہیں اور یہ بھی سمجھا گیا کہ کچھ طبقات ہوتے ہیں جو حکمرانی کرنا جانتے ہیں - شاید کہا یہ جاتا ہے کہ وہ غریب انسان جس نے دوسروں پر حکمرانی نہیں کی وہ اتنے بڑے صوبے پر کیسے حکمرانی کر سکتا ہے - جناب والا !

واقعی میں غریب ہوں لیکن مجھے اپنی غریبی پر فخر ہے ۔ میں آج اس ایوان سے اعلان کرتا ہوں کہ خدا کی اس دنیا میں میرے پاس ایک مرلہ زمین نہیں ہے (نعرہ ہائے تحسین) اور خدا کے اس آسمان کے نیچے ایک کمرے کا بھی مکان نہیں ہے ۔

چند تصویر بتاں چند حسینوں کے خطوط
بعد مرنے کے مرے گھر سے یہ ساماں نکلا

جناب والا ! یہ حسینوں کے خطوط کی اصطلاح میں نے کتابوں کے لئے استعمال کی ہے ۔ جناب والا ! میرے پاس کوئی طاقت نہیں ہے میرے پاس تو صرف انسانیت کا احترام ہے ۔ لیکن مجھے پتا ہے کہ جو محبت کی باتیں کرتے ہیں ان کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ وہ کمزور ہیں وہ حکمرانی نہیں کر سکتے ۔ جناب والا ! میرا رب جس نے اپنا تعارف رحمن اور رحیم ہونے سے کرایا ہے وہی میرا رب جبار بھی ہے قہار بھی ہے ۔ وہی شدیدالعقاب بھی ہے ۔ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا ہے ۔ وہ اس خدا کا ماننے والا ہے ۔ اگر رحمانی اور رحیمی سے کام نہیں چلے گا تو پھر جباری اور قہاری کو عمل میں لایا جائے گا ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ! میرا فرض ہے کہ عوام کی جان و مال کی حفاظت کی جائے ۔ لیکن میرا اس سے بڑھ کر فرض یہ بھی ہے کہ ان کی عزت اور حرمت کا تحفظ کیا جائے ۔ جناب والا ! یہاں کردار کی بات کی گئی اور میرے ایک دوست نے کہا کہ ایسے آدمی کہاں سے لائیں گے ۔ میں اپنے عزیزوں کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ خداوند کریم نے ہر انسان کے اندر قرآن حکیم کے مطابق خیر بھی رکھا ہے اور شر بھی ۔ اگر آپ اس کو شر کی آواز دیں گے تو اس کا شر باہر آئے گا ۔ اگر آپ اس کے شر کو تسلیم کریں گے تو اس کا شر مستحکم ہوگا ۔ اس کے خیر کو آواز تو دے کر دیکھئے ۔ اس کے خیر کا یہاں اعتراف تو کر کے دیکھیں وہی لوگ جو آج بد شکل نظر آتے ہیں انہیں کے اندر خیر کے سرچشمے پھوٹیں گے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ! میرے لئے دعا فرمائیے کہ اگر اس راستے میں میں کمزور ہوں تو خدا مجھے قوت دے اور اگر میں سخت ہوں تو خدا مجھے نرم کرے ۔ جناب والا ! میں آپ کی وساطت سے اپنے بہنوں اور بھائیوں کو کہنا چاہتا ہوں کہ میرے لئے دعا فرمائیں خدا مجھے اتنی نرمی نہ دے کہ کمزوری بن جائے اور اتنی سختی نہ دے کہ ظلم بن جائے ۔ میرے لئے دعا فرمائیے کہ مظلوموں کے ہاتھ میری گردن پر ہوں اور میرے ہاتھ ظالموں کی گردن پر ہوں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ! میں آخر میں ایک دفعہ پھر آپ کا ۔ اس معزز ایوان کا اور معزز ساتھیوں کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

Mr. Speaker : I join the good wishes expressed for the success of the elected Chief Minister and also for the proper and effective functioning of the Parliamentary form of Government.

اب اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے ۔

(اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی ہو گیا)